تبرکات کی شرعی حیثیت

☆ڈاکٹر محمد عبدالعلی اچکزئی

Abstract

The legal status of seeking blessings (barakat) Lexically, barakat and tabarruk mean increase, blessedness and goodness. Technically, the words connot inward benefit and increase even if they are not outwardly apparent. At times something is short in quantity but it seems greater in amount due to baraka - The divine blessing, from the time of the Prophet(SAW) of Allah to date, the Muslims have been benefiting from the blessings of the righteous. Scores of verses from the Qur'an and traditions of the Holy Prophet(SAW) established the permissibility of seeking benefit from the pious. Traditions tell us that the Companions used to seek divine blessings through the perspiration of the Proghet(SAW) and anything associated with his person. The lives of the Muslim saints also enlighten us on the validity of seeking blessings from the relics of the pious predecessors.

Keywords: barakat, tabarruk, divine blessing, blessings of the righteous.

تبرک کا مفہوم

برکت اور تبرک عربی زبان کے الفاظ ہیں، برکت کا لغوی معنی زیادتی، نیک بختی اور خیر الٰہی کے ہیں، شرعی اصطلاح میں باطنی نفع اور زیادتی کو برکت کہا جاتا ہے اگر چہ ظاہر میں زیادتی نہ ہو، یعنی شرعی اعتبار سے برکت کا مفہوم یہ ہے کہ ''کوئی چیز اپنی قلت کے باوجود افادیت و نفع بخش ہونے میں زیادہ ثابت ہو۔'' پھر اسی سے تبرک ہے، یعنی کسی چیز سے برکت اور باطنی نفع حاصل کرنا۔

امام راغب اصفہانی نے البرکۃ کے معنی یوں بیان کئے ہیں: البرکۃ کے معنی کسی شئے میں خیر الٰہی ثابت ہونے کے ہیں، قرآن حکیم میں ہے: لَفَتَحۡنَا علیھِمۡ بَرکاتٍ مِنَ السَّمآءِ وَالارۡضِ (۱) ''ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے۔'' یہاں برکات سے مراد بارش کا پانی ہے اور چونکہ بارش کے پانی میں اس طرح خیر ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حوض میں پانی ٹھہر جاتا ہے اس لئے بارش کو برکات سے تعبیر کیا جاتا ہے، المبارک ہر وہ چیز جس میں خیر و برکت پائی جائے اور خیر الٰہی چونکہ غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے اور بے شمار طریقوں پر پائی جاتی ہے اس لئے ہر اس چیز کو جس میں غیر محسوس

☆پروفیسر وصدر/ شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

زیادتی محسوس ہوا سے مبارک (بابرکت) کہا جاتا ہے اور حدیث میں جو مروی ہے **لاینقص مال من صدقةٍ** (۲) ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، تو اس سے بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ورنہ حسی نقصان حسی کی نفی نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ (۳)

حضوراکرم ﷺ کے دور سے آج تک تمام اہل حق تبرک بآثارالصالحین کے قائل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (۴)

''اور کہا بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے اس (طالوت) کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوقم آیا ہے جس میں تمہارے ربّ کی طرف سے تسلی خاطر اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں، ان میں سے جو موسیٰ اور ہارون کی اولاد چھوڑ گئی تھی۔ اس کو فرشتے اُٹھائے ہوں گے۔''

مفسرین درجہ بالا آیات کے بارے میں بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا، اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کے تبرکات تھے۔ بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے، اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ یہ تبرکات کیا تھے؟

مفسرین نے یوں وضاحت کی ہے کہ ان سے مراد پتھر کی وہ تختیاں ہیں، جو طور سینا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دی تھیں۔ نیز ایک بوتل میں من (ایک قسم کی آسمانی غذا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی) بھر کر اس میں رکھ دیا گیا تھا اور غالباً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ عصا بھی اس صندوق کے اندر تھا، جو اللہ کے عظیم الشان معجزات کا مظہر بنا تھا۔ (۵)

مفسرین وفقہاء نے مندرجہ بالا آیت سے یوں استدلال کیا ہے کہ انبیاء وصالحین کے تبرکات یقیناً باذن اللہ اہمیت وافادیت رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ واقعی تبرکات ہوں، جیسا کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے پیش نظر آیت کے حوالے سے تبرک کے جواز پر یوں استدلال کیا ہے:

فيه التبرك بآثار الصالحين. (۶)

''اس میں اصل ہے آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی۔''

تفسیر مظہری میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت کی گئی ہے:

ولاشك ان بذكر الله تعالىٰ ورؤية اثار الصالحين من الانبياء واتباعهم تطمئن القلوب وتذهب عنها وساوس الشيطان. (۷)

''اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے اور انبیاء اور ان کے پیروکاروں میں سے نیک لوگوں کے آثار دیکھنے سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے اور شیطانی وسوسے جاتے رہتے ہیں۔''

ایسر التفاسیر میں تبرکات کی یوں تحقیق کی ہے::

مشروعية التبرك بماجعله الله تعالى مباركًا. والتبرك التماس البركة حسب بيان الرسول

صلی الله علیه وسلم وتعلیمه.(۸)

''جس چیز کواللہ تعالی نے مبارک ٹھہرایا ہے،اس سے برکت حاصل کرنا مشروع ہے اور تبرک کا مطلب رسول ﷺ کے بیان اور تعلیم کے موافق برکت طلب کرنا ہے۔''

مذکورہ آیت کے علاوہ دیگر قرآنی آیات سے بھی تبرکات کی اہمیت وافادیت واضح ہوتی ہے،مثلاً:

(۱) اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا .(۹)

''(یوسف علیہ السلام نے کہا:)میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈالو کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا۔''

یہ کرتہ تاریخی حیثیت رکھتا تھا،جس وقت نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کرکے آگ میں ڈالا،اللہ تعالی نے ان کے پہننے کے لیئے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ جنت کا کرتہ بھیجا،جس کو آپ نے پہنا تو وہ آگ بردوسلام بن گئی۔یہ کرتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس رہا،اسحاق علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس رہا،حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کو ایک متبرک شے کی حیثیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو دے دیا تھا،حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس برابر محفوظ چلا آیا،یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے مشورے سے آپ نے اسے اپنے والد کے پاس بھیج دیا۔(۱۰)

پھر یہی قمیص لے کر برادران یوسف پر مشتمل قافلہ جب مصر سے نکلا تو اس کی خوشبو مصر سے اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر کنعان میں موجود حضرت یعقوبؑ کے مشام جان کو معطر کرنے لگی،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُف. (۱۱)

''اور جب جدا ہوا قافلہ کہا ان کے باپ نے،میں پاتا ہوں بو یوسف کی۔''

اور پھر اسی کرتہ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پر ڈالنا تھا کہ گئی ہوئی بینائی واپس آگئی،اسی کو فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا. (۱۲)

''پر جب پہنچا خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر،پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا۔''

(۲) جب حضرت موسی علیہ السلام وادیٔ طوٰی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى. (۱۳)

''سو اتار ڈال اپنی جوتیاں،تو پاک میدان میں ہے۔''

مفسرین نے اس کا سبب یہی لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام ننگے پاؤں ہو کر براہ راست اس متبرک مقام کی برکت سے فیض یاب ہوئے۔

قرآن حکیم کے علاوہ احادیث سے بھی متبرک اور مقدس مقامات اور اشیاء سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے۔کتب حدیث میں ایسے بے شمار واقعات درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے تبرکات اور آپ کی

باقیات کا بے انتہا اہتمام کرتے تھے اوران سے برکت حاصل کرتے تھے، مثلاً:

نبی کریم ﷺ کے بچے ہوئے وضوء کے پانی سے برکت حاصل کرنے سے متعلق امام بخاری یہ روایت نقل کرتے ہیں:

ا. واذا توضأ النّبیّ صَلّی اللہ علیہ وَسلم کا دوا یقتلون علی وضوئہ. (۱۴)

''جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوفرمایا کرتے تھے، تو آپ ﷺ کے بچے ہوئے وضو کے پانی پر صحابہؓ جھگڑنے کے قریب ہوجاتے تھے۔'' (یعنی صحابہ آپ ﷺ کے وضو کے بقیہ پانی کو حاصل کرنا چاہتے تھے اوراس کوشش میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے، تاکہ اس تبرک سے وہ فیضیاب ہوسکیں)

۲۔روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کا مستعمل پانی بطور تبرک اپنے جسموں پر لگایا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں:

دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقدح فیہ مآء فغسل یدیہ ووجھہ فیہ ومج فیہ ثم قال لھما اشربا منہ وافرغا علی وجوھکما ونحورکما (۱۵)

''نبی صلی اللہ علی وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا، اس سے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اوراس پیالہ میں منہ دھویا اوراس میں کلی فرمائی، پھر فرمایا تم دونوں (حضرت ابوموسیٰ اشعری اورحضرت بلالؓ) اس کو پی لواوراپنے چہروں اورسینوں پرڈال لو۔''

۳۔صحابہ کرامؓ اس مستعمل پانی کو نہ صرف جسموں پر لگایا کرتے تھے، بلکہ اسے پیا بھی کرتے تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت کے علاوہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ کی درج ذیل روایت سے بھی اس کا اثبات ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں:

ثم توضأ فشربتُ من وضوئہ. (۱۶)

''پھرآپ ﷺ نے وضوکیا اور میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پیا۔(یعنی جو پانی آپ ﷺ نے وضو کے لئے استعمال فرمایا، میں نے وہ پی لیا)

۴۔ صحابہ کرامؓ دوسری چیزوں کی طرح حضور ﷺ کے موئے مبارک کو حاصل کرنے اورپھرانہیں محفوظ کرنے میں بھی بے انتہا دلچسپی رکھتے تھے کہ ان سے برکت حاصل کی جائے، جیسا کہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما حلق رأسہ کان ابو طلحۃؓ اول من اخذ من شعرہ. (۱۷)

''رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر مبارک منڈوایا، تو ابوطلحہؓ سب سے پہلے صحابیؓ تھے کہ جس نے حضور ﷺ کے بال مبارک لے لیے۔''

۵۔اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لقد رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلّاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل. (۱۸)

’’میں نے دیکھا کہ حلاق (نائی) آپ ﷺ کے بال مبارک تراش رہا ہے اور صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہیں، سب یہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا کوئی بال زمین پر نہ گرے، بلکہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑے۔‘‘

۶۔ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے ایک شیشی میں نبی کریم ﷺ کے کچھ بال محفوظ رکھے تھے، جن کی برکت سے لوگ مختلف امراض سے شفا حاصل کیا کرتے تھے، حدیث کے الفاظ ہیں:

عن عثمان بن عبداللّٰہ بن موھبؓ قال ارسلنی اھلی الیٰ امِّ سلمةؓ بقدحٍ من مآء وقبض اسرائیل ثلاث اصابع من قصعةٍ فیه شعر من شعر النبّی صلی اللّٰہ علیه وسلم وکان اذااصابَ الانسان عینٌ اوشیءٌ بعث الیھا مخضبه. (۱۹)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موھبؓ نے بیان کیا کہ میرے گھر والوں نے ام سلمہؓ کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا (راوی حدیث) اسرائیل نے تین انگلیاں پکڑ کر اشارہ کیا کہ (ان کے برابر) نبی کریم ﷺ کا ایک بال تھا اور جب کسی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہو جاتی تو وہ ام المؤمنین کے پاس پانی کا برتن بھیج دیتا تھا (وہ اس میں آپ ﷺ کے بال ڈبو کر پانی واپس کر دیتیں اور وہ صحابیؓ اسے پی لیتا تھا، اس سے صحابہؓ کا مقصد اس بال کے وسیلے سے برکت حاصل کرنا اور مرض سے شفا پانا ہوتا تھا۔(۲۰)

۷۔حضرت کبشہؓ نے مشک کے اس حصے کا چمڑہ کاٹ کر رکھ لیا تھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا تھا، جیسا کہ وہ بیان کرتی ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل علیھا وعندھا قربة معلقة فیشرب منھا وھو قائم فقطعْت فم القربة تبتغی برکة موضع فی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم (۲۱)

’’ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے، ان کے پاس ایک لٹکی ہوئی مشک تھی، آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے مشک کے منہ سے پانی لیا، چنانچہ میں نے مشک کے منہ کو کاٹ لیا، مطلب یہ ہے کہ مشک کے منہ کے جتنے حصے پر آپ کا دہن مبارک لگا تھا، اس نے اتنے حصے کا چمڑہ کاٹ کر رکھ لیا اور یہ اس نے تبرک کی غرض سے کیا۔‘‘

۸۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت ابوایوبؓ نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جس برتن میں کھانا تناول فرماتے تھے، اسے واپس کرتے تو بچے ہوئے کھانے میں حضرت ابوایوبؓ اور ان کی بیوی آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے تھے اور برکت کے حصول کے لئے اسی جگہ سے کھاتے تھے، جہاں آپ ﷺ نے کھایا تھا، حدیث کے الفاظ ہیں:

’’فکان (ابوایوبؓ) یصنع للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم طعاماً فاذاجیئ به الیه سأل عن موضع اصابعه فیتبعُ موضع اصابعه. (۲۲)

’’حضرت ابوایوبؓ حضور ﷺ کے لئے کھانا تیار کرتے تھے، پھر جب کھانا حضور ﷺ کے پاس سے (بچ کر واپس) آتا

تو ابوایوبؓ آپ کی انگلیوں کی جگہوں کا پوچھتے اور تلاش کرتے کہ حضور ﷺ نے کس جگہ انگلیاں لگا کر کھایا ہے (وہیں سے وہ برکت کے حصول کے لئے کھاتے)

۹۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سُلیم کے گھر جاتے اوران کے بچھونے پر آرام فرماتے ،وہ وہاں نہیں ہوتیں، ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اوران کے بچھونے پر سورہے، وہ آئیں تو لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہارے گھر میں تمہارے بچھونے پرآرام فرمارہے ہیں، یہ سن کروہ آئیں، دیکھا تو آپ ﷺ کو پسینہ آیا ہے اورآپ کا پسینہ چمڑے کے بچھونے پر جمع ہوگیاہے،ام سُلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کرشیشیوں میں بھرنے لگیں، رسول اللہ ﷺ گھبرا کراٹھ بیٹھےاورفرمایا:

''ماتصنعين يا اُمّ سُليم؟ فقالت: يارسول اللّٰه! نرجُوبر كتهُ لِيُصيبنا.قال: اصبتِ .(۲۳)

''کیا کرتی ہےاے ام سلیم؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم برکت کے لئے لیتے ہیں،اپنے بچوں کے لئے ،آپ نے فرمایا:تونےٹھیک کیا۔''

۱۰. وعن انس بن مالکؓ قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذاصلّى الغداة جآء خدم المدينة باٰنيتهم فيهاالمآء فمايوتىٰ بانآء اِلّاغمس يده ورُبّما جآئه فى الُغداة البار دة فيغمس يده فيها.(۲۴)

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے تو مدینے کے خادم اپنے برتنوں میں پانی ڈال کرآتے ، پھر جو برتن آپ ﷺ کے پاس آتا آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے اورکبھی سردی کے دن میں بھی اتفاق ہوتاتو آپ ہاتھ ڈبو دیتے۔''

اس روایت کی تشریح میں امام نووی لکھتے ہیں:

وفيه التبرک بـآثار الصالحين وبيان ماكانت الصحابةؓ عليه من التبرک بآثاره صلى اللّٰه عليه وسلم. (۲۵)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آثار صالحین میں سے برکت لینا درست ہےاورصحابہؓ آپ ﷺ کے آثار شریف سے برکت لیتے تھے۔''

۱۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد وہ آپ ﷺ کے ایک جبہ کے ذریعے شفا حاصل کرتی تھیں، وہ فرماتی ہیں:

كان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يلبسها ونحن نغسلها للمرضى نستسقى بها. (۲۶)

''رسول کریم ﷺ اس جبہ کو (کبھی کبھی) پہن لیا کرتے تھے ،ہم اس کو بیماروں کے لئے دھوتے ہیں (یعنی اس کے دھوئے پانی بیماروں کو پلاتے ہیں)اوراس کے ذریعہ شفا حاصل کرتے ہیں۔

۱۲۔اسی طرح ابولقاسم بن المأمون سے روایت ہے:

کانت عندنا قصعةٌ من قصاع النبیّ صلی اللّٰہ علیه وسلم فکُنّا نجعلُ فیھا الُماء للمرضیٰ فیستشُفُون بھا.(۲۷)

''ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا،ہم اس میں بغرض شفاء بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔''

۱۳۔ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے چلنے پھرنے اورنشست وبرخاست کی جگھوں سے برکت حاصل کیا کرتے تھے،جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق منقول ہے کہ جس راستے سے حضور اکرم ﷺ کسی زمانے میں گزرے ہوں اور کسی جگہ آپ ﷺ نے پڑاوڈالا ہو،یا آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہو،یالیٹے ہوں،یا کھڑے ہوئے،یا کسی سے ضروری گفتگو کی ہو،تو حضرت عبداللہ بن عمر جب کبھی اسی راستے سے گذرتے تو جہاں جہاں حضور ﷺ نے قیام کیا ہوا تھا،حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی وہیں قیام فرماتے ،اورجس جگہ کبھی حضور ﷺ ٹھہرے تھے آپ بھی وہیں ٹھہرتے اورجس جگہ حضور ﷺ نے نماز پڑھی تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی وہیں آکرتبرکاً کھڑے ہوکرنمازادا کرتے۔(۲۸)اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں روایت کہ منبر شریف میں جوجگہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی تھی،اسے ہاتھ سے مس کرتے اور پھراسی ہاتھ کواپنے چہرے پرپھیرلیتے۔(۲۹)

۱۴۔ حضرت عتبان بن مالکؓ کے متعلق حدیث میں ہے کہ ان کی نظر کمزور ہوگئی تھی،توانھوں نے حضور ﷺ کو اپنے گھر بلایااورایک جگہ آپ ﷺ سے نماز پڑھوائی اورپھر پوری زندگی اسی جگہ نماز پڑھتے رہے،جیسا کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

قال (عتبان) اصابنی فی بصری بعض الشّیُءِ فبعثُتُ الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انّی احبُّ ان تاتینی تُصلیِّ فی منزلی فاتَّخذَ هُ مُصلَّی قال فاتی النَّبیّ صلی اللّٰہ علیه وسلم ومن شاء اللّٰہ من اصحابه فدخل وھو یُصلیّ فی منزلی. (۳۰)

''حضرت عتبانؓ نے کہا کہ میری نگاہ میں کچھ کمزوری ہوگئی،میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پرتشریف لاکرکسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کومصلیٰ بنالوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں یہ درخواست اس لئے کی کہ آنکھ میں کمزوری ہوجانے کی وجہ سے مسجد نبوی میں ان کا آنادشوارتھا) تورسول اللہ ﷺ تشریف لائے اورجن کوخدانے چاہااپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے،آپ ﷺ اندرآئے اورنماز پڑھنے لگے۔''

اس حدیث کوامام بخاری نے بھی بعض الفاظ کے تغیر کیساتھ نقل کیا ہے(۳۱)اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں:

وفیه تبرک بمصلی الصالحین ومساجد الفاضلین وفیه ان من دعامن الصلحاء الیٰ شیء یتبرک به منه فله ان یجیب الیه اذاامن العجب. (۳۲)

''اس حدیث میں صالحین کی جائے نماز سے تبرک اوراہل فضل کے سجدے کی جگہ کی تبرک کا جواز معلوم ہوتا ہےاوریہ بھی کہ اگرکوئی کسی نیک صالح آدمی کوکسی چیز کے لئے بلائے کہ ان سے تبرک حاصل کریں تواس کو یہ دعوت قبول کرنی چاہیے،

جب اس میں فخر وغرور سے حفاظت ہو۔‘‘

۱۵۔ حضرت انس بن مالکؓ نے پورے دس سال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گزارے، فرماتے ہیں کہ میرے سر میں چوٹی نما بال تھے اور سر کے دوسرے بالوں سے یہ بڑھ گئے تھے، میں نے چاہا کہ ان کو دوسرے بالوں کے ساتھ برابر کر دیا جائے اور کاٹ دئے جائیں، مگر میری والدہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ قسم بخدا میں اس کو ہرگز نہیں کاٹوں گی اور اس کو بطور تبرک کے چھوڑ دوں گی، اس لئے کہ ان بالوں کے ساتھ حضور ﷺ کے ہاتھ مس ہو گئے ہیں اور حضور ﷺ ان بالوں کو پکڑتے تھے، حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

عن انس بن مالکؓ قال کانت لی ذوأبة فقالت لی اُمّیُ لا اجزها، کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یمدها ویأخذ بها. (۳۳)

’’حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے سر میں ایک مینڈھی تھی (یعنی ابھرے ہوئے لمبے بال تھے) میری والدہ نے کہا کہ میں اس کو نہیں کاٹوں گی کہ حضور ﷺ اس کو کھینچتے اور پکڑتے تھے۔‘‘

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مولا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

وهذا من تلطفه بخادمه وحسن عشرتهٔ وفیه تبرک بآثار الصالحین والاحتراص علی ادخار مالمسوه بایدیهم اوجلسوا علیه او کان من لباسهم. (۳۴)

’’اس حدیث سے حضور ﷺ کا اپنے خادم کے ساتھ مہربانی اور حسن معاشرت کا اظہار ہوتا ہے اور اس میں برکت ہے اور اس میں تبرک باثار الصالحین کا صحیح ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اور جن چیزوں کو اُن کے ہاتھ مس کریں، ان کی حفاظت کا حریص ہونا بھی معلوم ہوتا ہے، یا وہ اہل اللہ وصالحین جس چیز پر بیٹھے ہوں یا جو ان کے لباس میں سے ہو۔‘‘

خلاصہ یہ کہ اس طرح کے بے شمار واقعات کتب حدیث میں درج ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کے ہر ہر تبرک کو استعمال میں لاتے اور آپ کی ہر ہر شئے مثلاً مستعمل پانی، لعاب مبارک، پسینہ مبارک، موئے مبارک وغیرہ سے تبرک لیتے تھے۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمد رمضان البوطی ایسے کئی واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

’’ان سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ کہ نبی ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا مشروع اور ثابت شدہ امر ہے۔‘‘(۳۵)

آگے چل کر وہ مزید لکھتے ہیں:

’’تو جب آپ ﷺ کے مادی آثار کا وسیلہ اختیار کرنے کی یہ حیثیت ہے، تو اللہ عزوجل کے نزدیک آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا وسیلہ اختیار کرنا کیونکر صحیح نہ ہوگا؟ یہاں یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم وسیلہ اختیار کرنے کو برکت حاصل کرنے پر قیاس کر رہے ہیں اور یہ کہ یہ مسئلہ محض قیاسی ہے، اس لئے کہ توسل اور تبرک دونوں الفاظ کا ایک ہی مفہوم ہے، یعنی جس ذات کا وسیلہ اختیار کیا جا رہا ہے اس کے واسطے سے خیر و برکت چاہی جائے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آں حضرت ﷺ کی جاہ و عظمت کا وسیلہ اختیار کیا جائے،

یا آپ ﷺ کے آثار، باقی ماندہ چیزوں اور ملبوسات کو وسیلہ بنایا جائے، یہ سب جزئیات ہیں جو ایک جامع نوع میں داخل ہیں، اور وہ ہے مطلق وسیلہ اختیار کرنا، جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور تمام جزئی صورتیں ایک قاعدہ کی رو سے جسے علماء اصول ''تنقیح مناط'' کہتے ہیں عموم نص کے تحت آجاتی ہیں۔(۳۶)

اسی طرح تابعین، تبع تابعین اور دیگر اکابرین سے ایسے واقعات منسوب ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات نبی کریم ﷺ سے منسوب اشیاء سے نہ صرف برکت لیتے تھے، بلکہ ان اشیاء کو محفوظ بھی کرتے تھے۔اس سلسلے میں امام بخاری نے کتاب الجہاد میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے:

باب ماذُکر من درع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ وخاتمہ وما استعمل الخلفاء بعدہ من ذالک مِمّالم یُذکر قسمتہُ ومن شعرہ ونعلہ وآنیتہ مِمّا یتبرک اصحابہ وغیرھم بعد وفاتہ. (۳۷)

''نبی کریم ﷺ کی زرہ، عصا مبارک، آپ ﷺ کی تلوار، پیالہ اور انگوٹھی سے متعلق روایات اور آپ ﷺ کی وہ چیزیں جنہیں خلفاء نے آپکے وصال کے بعد استعمال نہیں کیا، جن کا (صدقات کے طور پر) تقسیم میں ذکر نہیں آیا ہے اور آپ کے بال، چپل اور برتن جن سے آپکے وصال کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگ تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح امام مالک کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں:

''امام مالک کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی، بجز سفر کے کبھی مدینہ سے باہر نہیں نکلے۔مدینہ منورہ میں امام مالک جس مکان میں رہتے تھے، وہ مکان حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تھا، کرایہ پر لے کر ہمیشہ اس میں رہے، اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا اور مسجد نبوی میں نشست اسی جگہ کرتے تھے جہاں پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نشست کرتے تھے، اور اسی جگہ حضور ﷺ نے اعتکاف کے وقت بستر مبارک بچھایا جاتا تھا۔(۳۸)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین سے منقول روایات میں ایسی بے شمار دلائل موجود ہیں جن سے آثار الصالحین سے برکت کے حصول کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

(۱) الاعراف، ۷:۹۶

(۲) صحیح مسلم میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:''مانقصتْ صدقۃٌ من مّالٍ''، کتاب البر والصلہ، باب استحباب العفو والتواضع.

(۳) الاصفهانی، راغب الحسین بن محمد بن المفضل ، (س.ن). معجم المفردات لالفاظ القرآن، میر محمد کتب خانہ، کراچی، ج:۱، ص:۴۱۱، ۴۱۲

(۴) البقرہ، ۲: ۲۴۸

(۵) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

طبری، ابو جعفر محمدبن جعفر(۱۳۹۲ھ).تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن ،بیروت، دارالمعرفه، ج: ۲، ص: ۳۸۷، ۳۸۸ .

القرطبی، محمد بن احمد (۱۹۶۷ء). الجامع لاحکام القرآن،قاهره،دارالکتاب العربی، ج: ۳: ص: ۱۶۲

الآلوسی، شهاب الدین سید محمود البغدادی،(۱۴۰۵ھ). روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت ،احیاء التراث العربی، ج: ۲، ص: ۱۶۹

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراهیم ،(۱۳۸۱ھ). الخازن ،لباب التاویل فی معانی التنزیل (الشهیر بتفسیر الخازن) ،مصر،المکتبة الکبریٰ ، ج: ۱، ص: ۲۱۷

(۶) تھانوی، مولانا اشرف علی، (س.ن) تفسیر مکمل بیان القرآن،کراچی، ایم ایچ سعید کمپنی ، ج: ۱، ص: ۱۴۷.

(۷) پانی پتی،قاضی محمد ثناء اللّٰہ، (س.ن). تفسیرمظهری، دهلی، دائرة اشاعت العلوم لندوة المصنفین، ج: ۱، ص: ۳۴۹

(۸) الجزائری، ابوبکر جابر،(۱۹۸۷ء). ایسر التفاسیرلکلام العلی الکبیر، جده،راسم للدعایة والاعلان، ج: ۳، ص: ۴۶

(۹) یوسف، ۱۲: ۹۳

(۱۰) القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج: ۹، ص: ۲۵۸ .

البغوی، الحسین بن سعود الفراء،(س.ن). معالم التنزیل ،علی هامش تفسیر الخازن ،مصر،المکتبة التجاریة الکبریٰ، ج: ۳، ص: ۲۵۶

(۱۱) یوسف، ۱۲: ۹۴

(۱۲) یوسف، ۱۲: ۹۶

(۱۳) طه، ۲۰: ۱۲

(۱۴) صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب استعمال فضل الوضو، حدیث نمبر: ۱۸۹ .

(۱۵) ایضاً، حدیث نمبر: ۱۸۸. بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب السترۃ بمکۃ وغیرھا، حدیث نمبر: ۵۰۱

(۱۶) بخاری، کتاب الوضو، باب استعمال فضل وضوء الناس، حدیث نمبر: ۱۹۰

(۱۷) بخاری، کتاب الوضو، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، حدیث نمبر: ۱۷۱

(۱۸) مسلم، کتاب الفضائل، باب قربہ ﷺ من الناس وتبرکھم بہ

(۱۹) بخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب

(۲۰) البوطی، محمد سعید رمضان، ڈاکٹر، (۲۰۰۷ء) دروس سیرت، لاہور، نشریات، ص: ۲۵۶

(۲۱) سنن ابن ماجہ، ابواب الاشربۃ، باب الشرب قائما، حدیث نمبر: ۳۴۲۳

(۲۲) مسلم کتاب الاشربۃ، باب اباحۃ اکل الثوم.

(۲۳) ایضا، کتاب الفضائل، باب طیب عرقہ والتبرک بہ ...

(۲۴) ایضا، کتاب الفضائل، باب قربہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من النّاس وتبرکھم ...

(۲۵) النووی، محی الدین، ابوزکریا، یحی بن شرف، (۶۷۶ھ) المنھاج فی شرح مسلم من الحجاج، کابل، نعمانی کتب خانہ، ۲: ۲۵۶

(۲۶) صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ علی الرجال ... حدیث نمبر: ۵۴۰۹

(۲۷) الیحصبی، قاضی ابو الفضل عیاض، (۲۰۰۲ء) الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، بیروت، دارالکتاب العربی، ج: ۱ ص: ۲۰۴

(۲۸) تفصیلی روایت کے لیئے دیکھئے: بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد التی علی طرق المدینۃ والمواضع التی صلّی فیھا النبی ﷺ، حدیث نمبر: ۴۸۴ . ۴۸۷

(۲۹) الیحصبی، قاضی ابو الفضل عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ج: ۱، ص: ۲۰۴

(۳۰) مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان مات علی التوحید دخل الجنّۃ قطعاً

(۳۱) بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد فی البیوت.

(۳۲) العینی، بدرالدین ابو محمد محمودبن احمد، (س.ن) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت، داراحیاء التراث العربی، کتاب الصلوٰۃ، باب مساجد فی البیوت، ج: ۴، ص: ۱۷۰

(۳۳) سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، باب مآجاء فی الرخصۃ.

(۳۴)سهارنپوری، خليل أحمد، (س.ن). بذل المجهود فی حل ابی داؤد، بيروت، دارالفكر، ص:۱۷:۸۱، ۸۲.

(۳۵) البوطی،محمد رمضان،ڈاکٹر،دروس سیرت ،ص: ۲۵۷.

(۳۶) ایضاً

(۳۷) صحيح بخاری ،كتاب الجهاد ،باب مارُكز من درع النبی ﷺ ...

(۳۸)دہلوی،شاہ عبدالعزیز،(س۔ن)بستان المحدثین،کراچی،میر محمد کتب خانہ،ص:۱۴

☆☆☆☆☆☆☆

مصادرومراجع

(۱)القرآن

(۲) الآلوسی، شهاب الدين سيد محمود البغدادی(۱۴۰۵ھ).روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی، بيروت،احياء التراث العربی

(۳)الاصفهانی،راغب،الحسين بن محمد بن المفضل، (س.ن).المعجم المفردات لالفاظ القرآن،کراچی،میر محمد کتب خانہ

(۴)بخاری، محمد بن اسماعيل، (۱۴۲۲).صحيح البخاری، دار طوق النجاة

(۵)البغوی،الحسين بن سعود الفراء،(س.ن). معالم التنزيل ،علی هامش تفسير الخازن ،مصر،المكتبة التجارية الكبری

(۶)البوطی،محمد سعید رمضان،ڈاکٹر،(۲۰۰۷ء)۔دروس سیرت،لاہور،مطبوعہ نشریات

(۷)پانی پتی،قاضی محمد ثناء الله (س.ن) تفسير مظهری ،دهلی،دائرة اشاعت العلوم لندوة المصنفين

(۸)تهانوی، مولانا أشرف علی،(س.ن). تفسير مكمل بيان القرآن،كراچی، ايم ايچ سعيد كمپنی

(۹) الجزائری،ابوبكر جابر (۱۹۸۷ء).ايسر التفاسيرلكلام العلی الكبير، جده، راسم للدعاية والاعلان

(۱۰)حسين احمد مدنی، (۱۹۷۹ء). الشهاب الثاقب علی المسترق الكاذب، لاهور، انجمن ارشاد المسلمين

(۱۱) الخازن، علاؤالدين علی بن محمد بن ابراهيم، (۱۳۸۱ھ).لباب التاويل فی معانی التنزيل

(الشهير بتفسير الخازن)،مصر،المكتبة الكبرٰی

(۱۲)خليل احمد سهارنپوری،(س.ن). بذل المجهود فی حل ابی داؤد ،بيروت،دارالفكر

(۱۳) دہلوی،شاہ عبدالعزیز،(س-ن)۔بستان المحدثین،کراچی،میر محمد کتب خانہ

(۱۴)طبری،ابو جعفر محمدبن جعفر(۱۳۹۲ھ). تفسير جامع البيان فی تفسير القرآن ،بيروت،دارالمعرفه

(۱۵)العينی، بدرالدين ابو محمد محمودبن احمد،(س.ن). عمدة القاری شرح صحيح البخاری ،بيروت ،داراحياء التراث العربی

(۱۶) القرطبی،ابو عبدالله، محمد بن احمد،(۱۹۶۷ء). الجامع لاحكام القرآن،قاهره،دارالكتاب العربی

(۱۷)القزوينی، ابن ماجه، محمد بن يزيد ابو عبد الله، (س.ن). سنن ابن ماجه ، بيروت ،دار الفكر

(۱۸)القشيری، مسلم ، بن حجاج ، امام ا، (س.ن). جامع صحيح مسلم ، بيروت ، دار احياء التراث العربی

(۱۹)النووی،محی الدين، ابوزكريا، يحی بن شرف،(۶۷۶ھ). المنهاج فی شرح مسلم من الحجاج ، كابل،نعمانی كتب خانه

(۲۰)اليحصبی، قاضی ابو الفضل عياض،(۲۰۰۲ء). الشفا بتعريف حقوق المصطفی ﷺ، بيروت، دارالكتاب العربی